ادبیات

دُرِ یتیم

از جناب صبا صاحب متھراوی

اے عرب کی سرزمیں تجھ پر محبت کے سلام
میری بے پایاں ارادت اور عقیدت کے سلام

خشک میدانوں پہ تیرے حوضِ کوثر ہو نثار
ریگ سے معمور صحرا پر ہوں جنت کے سلام

تیرے ویرانوں پہ صدقے نزہتِ رنگ و بہار
تیرے نخلستان پر رنگین فطرت کے سلام

تیرے ذروں پر تصدق فطرتِ مہر و قمر
تیرے قطروں پر مرے اشک محبت کے سلام

آندھیوں پر تیری واری نکہتِ موجِ نسیم
اور ہواؤں پر تری روحِ طراوت کے سلام

تیری پستی پر ہے سجدہ ریز رفعت عرش کی
تیری پستی پر عروجِ اہلِ رفعت کے سلام

تیرا دامن ہے خزانہ دولتِ کونین کا
تیرے دامن پر کروروں اہلِ دولت کے سلام

تیری تکریم و ادب پر قدسیوں کو ناز ہے
اور تقدس پر ترے حوروں کی عصمت کے سلام

تو ہے بیشک اس مقدس ذات کا پیارا وطن
جس پر خالق بھیجتا ہے اپنی رحمت کے سلام

ابرِ رحمت چھا رہا ہے خشک میداں پر ترے
زہتیں قربان ہیں ماحولِ ویراں پر ترے

گلفشاں ہیں دہر کے گلزار تیرے واسطے
ہے ازل سے ابر گوہر بار تیرے واسطے

تیرے ہر ذرے میں ہیں لعل و گہر کی تابشیں
ہیں مقدر قدرتی انوار تیرے واسطے

تیرے ہی ذرات سے چمکا تھا وہ دُرِ یتیم
آمنہ کا لال یعنی جوہرِ خلقِ عظیم

آفتیں جس نے اٹھائیں اک زمانے کے لئے — تھا زمانہ مستعد جس کے ستانے کے لئے
باپ کا سایہ تھا سر پر اور نہ ماں کی شفقتیں — اک جہاں تیار تھا آنکھیں دکھانے کے لئے
خارزارِ زندگی میں ہم سفر کوئی نہ تھا — سینکڑوں موجود تھے کانٹے بچھانے کے لئے
تذکرہ غیروں کا کیا ہو غیر تو پھر غیر ہیں — اقربا ہی کم نہ تھے فتنے اٹھانے کے لئے
اس بھری دنیا میں کوئی ہم نوا اس کا نہ تھا — تھیں ہزاروں شورشیں حق کے دبانے کے لئے

وہ بجا یا ہی کیا لیکن جہاں میں سازِ حق
شورشِ عالم پہ چھا کر ہی رہی آوازِ حق

کائناتِ دہر کو اس نے درخشاں کر دیا + — مسکرا کر ذرّے ذرّے میں چراغاں کر دیا
گوشے گوشے پر جہاں کے ڈال کر رنگیں نگاہ — خارزارِ بزمِ عالم کو گلستاں کر دیا
عمر بھر کھا کھا کے خود نانِ جویں سوکھی کھجور — دوسروں کو مالک گلزارِ رضواں کر دیا
دستگیری کی جہاں میں اس نئے اسلوب سے — بوریے والوں کو ہمدوشِ سلیماں کر دیا
اوڑھ کر کالی کملیا دی زمانے کو پناہ — عام سب پر سایۂ ابرِ بہاراں کر دیا
خارزارِ زندگی میں خود مصائب جھیل کر — اہلِ عالم کے لئے راحت کا ساماں کر دیا
جور و استبداد سے تھی تنگ روحِ کائنات — اس نے اک انگڑائی سے وسعت بداماں کر دیا
آدمیت مٹ چکی تھی آدمیت زار سے — اس نے پھر انساں کو اک بار انساں کر دیا
ہر طرف بے چینیاں تھیں دردزارِ زیست میں — اس نے اک آواز سے تسکیں کا ساماں کر دیا
پھونک کر مہر و محبت کی صدائے دلنشیں — بربطِ عالم کو پھر سے کیف ساماں کر دیا
عبد اور معبود میں باقی نہ تھا کچھ امتیاز — عبد اور معبود کا رشتہ نمایاں کر دیا
بوریے پر بیٹھ کر اس شان سے کی قیصری — قیصر و کسریٰ کو بھی لرزہ بداماں کر دیا

ایک پل میں مل گیا سب بیقرار دل کو قرار
اس محبت کے تصدق اس حکومت کے نثار

ہو وہی درِ یتیم اک بار پھر جلوہ فشاں
پھر زمانے پر ہوں پہلی سی تجلی بار ہاں

پھر نظامِ بزمِ عالم درہم و برہم کرے
بوریئے پر بیٹھ کر ہو دو جہاں پہ حکمراں

محنتِ سرمایہ داری دور کر دے دہر سے
پھر یتیموں اور غریبوں کو ملے امن و اماں

پھر مساواتِ ازل کا دے زمانے کو پیام
پھر زمانے سے مٹادے امتیازِ این و آں

پھر محبت کا فلک ہو پھر محبت کی زمیں
پھر محبت ہی محبت ہو حیاتِ جاوداں

از جمالِ خویش گرد و پیش را معمور کن
باز ایں ظلمت ستانِ دہر را پُر نور کن

ساقی

از جناب جوہر فریادی پانی پتی۔

یہ نظم ۷ ارمئی ۱۹۴۳ء آل انڈیا ریڈیو لاہور سے نشر کی گئی

یہ کیسا تیری محفل کا نیا دستور ہے ساقی
کہ میں ہی تشنہ ہوں سارا جہاں مخمور ہے ساقی

بہارِ رنگ و بو کے دور میں بھی دیکھتا ہوں میں
کہ قلبِ ہر گلِ ترکیفِ غم سے چور ہے ساقی

فروغِ حسن کا صدقہ پلادے چشمِ میگوں سے
کہ یہ ہنستا ہوا رنگین جام نور ہے ساقی

توقع کس سے رکھوں میکدہ میں آدمیت کی
کہ دنیائے خرد انسانیت سے دور ہے ساقی

چھپا بدلی میں جب سے آفتابِ آرزو اپنا
مری دنیا مری آنکھوں میں خود بے نور ہے ساقی

مرا دل اور ضبطِ نالۂ الفت کی پابندی
جہاں ہر داغ اک رستا ہوا ناسور ہے ساقی